# الیکشن کمیشن مساوی آبادی پر مشتمل انتخابی حلقے تشکیل دے: فافن

* **حلقہ بندیوں کے عمل کو مزید شفاف بنانے کے لیے بھی تجاویز پیش**

**اسلام آباد، اگست 20، 2023:** فری اینڈ فئئر الیکشن نیٹ ورک (فافن ) نے الیکشن کمیشن آف پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ساتویں مردم شماری کی سرکاری اشاعت کے نتیجے میں شروع کی جانے والی حلقہ بندیوں کے دوران یکساں آبادی والے انتخابی حلقوں کی تشکیل یقینی بنائے۔

حلقہ بندیوں کے عمل کے آغاز سے قبل الیکشن ایکٹ 2017 میں کی جانے والی ترامیم کے تحت انتخابی قانون کی دفعہ (3)20 میں ایک نئی شرط کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے مطابق حلقہ بندیوں کے دوران استثنائی صورتوں میں الیکشن کمیشن پر ضلعی حدود کی پابندی کرنا لازم نہیں ہوگا تا کہ کسی اسمبلی کے حلقوں کے درمیان آبادی کا فرق 10 فیصد سے زیادہ بڑھنے نہ پائے۔ مساوی آبادی پر مبنی حلقہ بندیاں یقینی بنانے کے لیے ایسے اقدامات سے انتخابی عمل کو منصفانہ بنانے میں مدد ملے گی جو کہ آئین کے آرٹیکل (3)218 کا تقاضا بھی ہے۔ مزید برآں، حلقوں کے درمیان عدم مساوات آرٹیکل 25 کے بھی خلاف ہے جس کے مطابق تمام شہری قانون کی نظر میں برابر درجہ رکھتے ہیں۔

الیکشنز ایکٹ 2017 میں شامل کردہ اس نئی شرط کی بدولت الیکشن کمیشن دفعہ (1)20 میں بیان کردہ حلقہ بندی کے اس اصول سے بچ سکتا ہے جس کے تحت وہ حلقہ بندیوں کے دوران انتظامی یونٹوں کی موجودہ حدود کو ملحوظ رکھنے کا پابند تھا۔ ضلعی حدود کی پابندی کی شرط نرم ہونے سے حکومتوں کی جانب سے نئے اضلاع کی تشکیل یا موجودہ اضلاع کی حدود میں ردوبدل کر کے حلقہ بندیوں پر اثرانداز ہونے کی کوششوں کا تدارک بھی ہوسکے گا۔

واضح رہے کہ گذشتہ برس ہونے والی حلقہ بندی میں قومی اسمبلی کے 82 اور صوبائی اسمبلیوں کے 88 حلقے ایسے تھے جن کی آبادی کا متعلقہ اسمبلی کی فی نشست اوسط آبادی سے فرق دس فیصد سے زائد رہا تھا۔ اس امر کی ایک بنیادی وجہ حلقہ بندی کے دوران ضلعی حدود کی پاسداری کا اصول ملحوظ خاطر رکھنا تھا۔

قومی اسمبلی میں فی نشست اوسط آبادی کے دس فیصد سے زائد یا کم آبادی رکھنے والے حلقوں میں سے 34 حلقے پنجاب، 22 خیبرپختونخوا، 23 سندھ اور تین بلوچستان میں تھے۔ اسی طرح صوبائی اسمبلیوں کے ایسے حلقوں میں 30 خیبرپختونخوا، 28 بلوچستان، 18 سندھ، اور 12 پنجاب کے حلقے شامل تھے۔۔ قومی اسمبلی کا سب سے بڑا حلقہ بنوں (این اے 39) بارہ لاکھ سے زائد آبادی پر مشتمل تھا جب کہ سب سے چھوٹا حلقہ ٹانک ( این اے 42) تقریباً سوا چار لاکھ آبادی کے ساتھ اس سے تین گنا چھوٹا تھا۔ اسی طرح بلوچستان اسمبلی کا سب سے بڑا حلقہ قلعہ سیف اللہ ( پی بی 3) تھا جس کی آبادی سب سے چھوٹے حلقے آواران (پی بی 23) کی آبادی سے تین گنا زیادہ تھی۔ ۔ خیبرپختونخوا اسمبلی کا سب سے بڑا حلقہ ٹانک (پی کے 108) تقریباً سوا چار لاکھ آبادی پر مشتمل تھا جو کہ سب سے چھوٹے حلقے اپر چترال (پی کے 1) کی تقریباً ایک لاکھ انہتر ہزار آبادی سے 2.5 گنا بڑا تھا ۔ پنجاب اسمبلی کا سب سے بڑا حلقہ خوشاب -II(پی پی 83) چار لاکھ چوالیس ہزار آبادی پر مشتمل تھا جبکہ سب سے چھوٹے حلقے چنیوٹ -I (پی پی 93) کی آبادی سوا تین لاکھ تھی۔ سندھ اسمبلی کا سب سے بڑا حلقہ نوشہروفیروز (پی ایس 34) تھا جس کی آبادی چار لاکھ چھتیس ہزار تھی جبکہ سب سے چھوٹا حلقہ جامشورو کا (پی ایس 80 تھا جو صرف تین لاکھ پندرہ ہزار آبادی پر بنا تھا۔

فافن کا اندازہ ہے کہ اگر ماضی کی طرح حالیہ حلقہ بندیوں میں بھی ضلعی حدود کی پاسداری کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی تو خیبرپختونخوا کے دو تہائی اضلاع، سندھ کے نصف اضلاع ، پنجاب کے ایک تہائی اضلاع اور بلوچستان کے تمام اضلاع میں قومی اسمبلی کے حلقوں کی آبادی کے درمیان دس فیصد سے زیادہ کا فرق پائے جانے کا امکان ہے۔

فافن کی تجویز ہے کہ کمیشن دفعہ (3)20 میں شامل کردہ نئی شرط پر اس کی روح کے مطابق عملدرآمد کے لیے الیکشن رولز 2017 میں ضروری ترامیم کرے۔ اس ضمن میں رولز کے قاعدہ 10 کے ذیلی قواعد 4 اور 5 میں ترامیم کی جانی چاہئیں تاکہ حلقوں کے درمیان آبادی کے فرق کو ضلعی سطح تک محدود کرنے کی بجائے صوبے کی سطح پر دیکھا جائے ۔ مزید برآں، فافن کی یہ بھی تجویز ہے کہ کمیشن شفافیت کے فروغ کے لیے حلقوں کی حتمی فہرست (فارم 7) میں آبادی کی تعداد بتانے کے لیے ایک اضافی کالم بھی شامل کرے تا کہ شہریوں کو حلقوں کی آبادی کے حتمی اعداد و شمار دستیاب ہوں۔

الیکشن کمیشن کو حلقہ بندی کمیٹیوں کو اس بات کا بھی پابند بنانا چاہئیے کہ وہ ہر ایسے حلقے میں جہاں کسی استثنائی صورتحال کی وجہ سے آبادی کا اوسط سے فرق دس فیصد سے زائد ہو وہاں حلقہ وار وجوہات درج کرے۔ 2022 کی حلقہ بندیوں کی ابتدائی رپورٹ میں ایسی وجوہات کا اجمالاً ذکر ضرور کیا گیا تھا لیکن استثنائی صورتوں والے تمام حلقوں کی بابت الگ الگ وجوہات درج نہیں کی گئی تھیں۔ کمیشن کو الیکشن رولز 2017 میں ان متعلقہ (cognate )عوامل کی واضح تعریف بھی شامل کرنی چاہئیے جن کا ذکر الیکشنز ایکٹ 2017 کی شق (1)20 میں کیا گیا ہے تاکہ ان عوامل کا تعین حلقہ بندی کمیٹیوں کی صوابدید تک محدود نہ ہو جائے۔

مزیدبرآں، فافن یہ بھی سفارش کرتا ہے کہ حلقہ بندیوں کی ابتدائی تجاویز پر شہریوں کی جانب سے اعتراضات دائر کرنے اور ان کی سماعت کے عمل کو سہل بنانے کے لیے الیکشن رولز 2017 کے قاعدہ 12 اور 13 میں ضروری ترامیم کی جائیں۔ اس ضمن میں فافن کی تجویز ہے کہ الیکشن کمیشن شہریوں کی جانب سے اعتراضات کی باقاعدہ سماعت سے پہلے ان کی ابتدائی جانچ پڑتال کر لے تاکہ صرف جامع اور مدلل اعتراضات ہی باقاعدہ سماعت کے مرحلے تک پہنچیں۔ نیز الیکشن کمیشن کو اعتراضات پر سماعتیں وفاقی دارالحکومت کے بجائے صوبوں میں منعقد کرنی چاہئیں تاکہ اعتراض کنندگان طویل سفر اور اخراجات سے بچ سکیں۔

فافن ایک بار پھر یہ بات دہراتا ہے کہ حلقہ بندی کے عمل میں بہتری انتخابات کے عمل کو بہتر بنانے اور منتخب اداروں میں تمام جغرافیائی، لسانی، نسلی اور مذہبی تنوع کی نمائندگی کو یقینی بنانے کے لیے اہم ہے۔ حلقہ بندی شہریوں کے درمیان سیاسی طاقت کی تقسیم کا ایک مرکزی عمل ہے لہٰذا اسے آزادانہ، منصفانہ اور شفاف ہونا چاہیے۔